# آزادی اور اس کا مقصد!

محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

کسی مملکت کی آزادی یا کسی مسلمان قوم کی آزادی درحقیقت حق تعالیٰ کی نعمت ہے، لیکن یہ آزادی بذاتِ خود کوئی مقصد نہیں، بلکہ یہ صحیح ترین اور اعلیٰ ترین مقاصد کے لیے بہترین وسیلہ ہے اور صحیح مقاصد تک پہنچنے کے لیے ایک راستہ ہے، چنانچہ مسلمان قوم کی آزادی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ کافرانہ اور ظالمانہ حکومت کے تسلط سے آزاد ہوکر اللہ تعالیٰ کی رحمت وعدل کے زیرِ سایہ آجائے، تاکہ حق تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانینِ عدل ورحمت پر عمل کرکے دنیا وآخرت کی نعمتوں کی مستحق بن جائے اور دنیاوی زندگی کے اس عبوری دور میں قانونِ الٰہی پر عمل کرکے اس امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے نمبر حاصل کرے، تاکہ آخرت کی غیر فانی نعمتوں وبرکتوں سے مالا مال ہوسکے۔

اسی لیے جب کوئی مسلمان قوم آزدی کے صحیح مقصد کو فراموش کردیتی ہے اور اس نعمت کو غلط طریقے پر ناجائز مقاصد واغراض کے لیے استعمال کرتی ہے تو حق تعالیٰ کا قانونِ قدرت اس سے انتقام لے کر اس آزادی کی نعمت کو اس سے چھین لیتا ہے۔ یہی تمام اسلامی تاریخ کا لب لباب ہے اور یہی مسلمانوں کے عروج وزوال کا خلاصہ ہے۔ متحدہ ہندوستان کے مسلمان اپنے سیاہ کارناموں کی پاداش میں اس نعمتِ آزادی سے عرصہ دراز تک محروم رہے، لیکن پھر بعد خرابیِ بسیار ہوش آنے پر عرصہ دراز تک آہ وبکا میں مبتلا رہے اور ساتھ ہی اس نعمت کے حصول کے لیے مسلسل کوشش اور جدوجہد میں لگے رہے، آخر حق تعالیٰ کی رحمت نے مسلمانوں کو پھر اپنی آغوشِ رحمت میں لے کر ایک قطعۂ ملک دوبارہ ان کے حوالے کردیا، تاکہ دوبارہ امتحان لیا جائے، لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ۔

لیکن انتہائی صدمہ کی بات ہے کہ نہ صرف حکمران اور عوام بلکہ ہر خاص وعام سب کے سب اپنے فرضِ منصبی کی ادائیگی میں مقصّر رہے، نہ صرف مقصّر بلکہ اس اصل مقصد کے برعکس ہر شخص

اس نعمت کے ذریعہ اپنی اپنی اغراض وخواہشات کے حصول میں مشغول ہوگیا، جس کا نتیجہ خاکم بدہن نہایت خطرناک ہے۔ حکمرانوں کا فرض تھا کہ وہ جلد سے جلد اسلامی قانون نافذ کرتے اور حکومت کی طاقت سے لوگوں کو صحیح مسلمان بناتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے، محاکمِ احتساب تمام ملک میں قائم کرتے اور قرآنِ حکیم میں جو فرائض حکمرانوں کے ہیں پورے کرتے: ''اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ ۔'' (الحج:۴۱) علماء کا فریضہ تھا کہ دعوت واصلاح کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیتے، تاکہ دینی رہنمائی کا صحیح تقاضا پورا ہوتا، عوامِ امت کا فرض تھا کہ عقائد وعبادات، اسلامی تہذیب واخلاق اور اسلامی معاشرت کے اختیار کرنے میں کوشش کرتے، لیکن اس کے برعکس جو کچھ ہورہا ہے، ہم سب کچھ دیکھ رہے ہیں ''عیاں راچہ بیان''۔

آج کل جو بحران ملک پر مسلط ہے اور اس کے نتیجہ میں جو انقلابات رونما ہورہے ہیں یا ہونے والے ہیں، یہ سب کچھ صرف اسی تقصیر وکوتاہی کے نتائج ہیں جو سامنے آرہے ہیں، اگر حکمران اور کارکنانِ حکومت صحیح معنوں میں عادل وقوم پرور ہوتے اور خود اپنی زندگی میں ظاہر وباطن دونوں لحاظ سے اسلام کے تقاضے پورے کرتے، تو آئے دن جو یہ بحران اور انقلابات رونما ہورہے ہیں، امت ان سے محفوظ رہتی۔ دیکھتے دیکھتے ان چند سالوں میں نہ صرف پاکستان بلکہ تمام ممالک اسلامیہ خصوصاً ممالک عربیہ کا کیا سے کیا نقشہ ہوگیا، یہ سب کچھ اسی خدا فراموشی کے نتائج ہیں جو سامنے آرہے ہیں۔ صبح شام روزانہ اخبارات کے صفحات میں کسی نہ کسی ملک میں تباہ کن انقلاب کی خبر نظر آتی ہے، لیکن ان حقائق وواقعات کے مشاہدہ کے باوجود کسی کو بھی عبرت نہیں ہوتی۔

## غیر اللہ کو عزت وطاقت کا سرچشمہ سمجھنے کی سزا

مملکتِ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے دومرتبہ ہندوستان اور اعداءِ اسلام کی متحدہ طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کا نشانہ بننے سے محض اپنے فضل وکرم سے محفوظ فرمایا، اس نعمت کا شکر ادا کیا جانا چاہیے اور وہ شکر یہی ہے کہ پاکستان کا خالص اسلامی دستور ہو، حکومت صحیح اور خالص اسلامی قوانین ملک میں نافذ کرے، تاکہ تمام امتِ پاکستان اسلامی قانون کی برکات سے مالا مال ہو اور ہر طرح کے بحرانوں سے محفوظ رہے۔ بارہا ہم اس حقیقت کو واضح کرچکے ہیں کہ اس ملک اور قوم کو کمیونزم اور سوشلزم کی لعنت سے یا سرمایہ دارانہ نظام کے شکنجے اور استحصال سے صرف اسلامی قانون ہی بچا سکتا ہے اور صرف اسلامی قانون پاس کردینے سے نہیں، بلکہ اسلامی قانون کی دیانت داری سے تنفیذ اور اجراء اور پھر قوم کے ہر طبقہ کے اس پر عمل پیرا ہونے سے یہ لعنتیں دور ہوسکتی ہیں۔ صحیح اسلام ہی وہ نعمت ہے

اور وہ دولت ہے جس کے حصول کے بعد خود ملک اپنی ضروریات کے لئے مکتفی ہوسکتا ہے اور اغیار سے بھیک مانگنے سے نجات پاسکتا ہے۔ آج ہمارا ملک بے رحم دشمنوں سے لیے ہوئے قرضوں اور ان کے سود سے اتنا دبا ہوا ہے اور کراہ رہا ہے کہ نہ معلوم اس کا انجامِ کار کیا ہوگا۔ جب تک اسلامی قانون کے محکمہ ہائے احتساب قائم نہ ہوں گے اور اس ملک سے رشوت کا خاتمہ نہ ہوگا، نہ حکومت کا خزانہ حسبِ ضرورت بھر سکتا ہے، نہ ٹیکسوں اور مال گزاریوں کی صحیح مقدار حکومت کو حاصل ہوسکتی ہے، چاہے کتنے ہی بھاری ٹیکس حکومت لگائے، عوام ضرور تباہ ہوں گے، مگر حکومت کی ضرورتیں ہرگز پوری نہ ہوں گی اور عوام کی قربانیوں اور فداکاریوں کے باوجود دشمنوں سے قرض کی بھیک مانگنے پر مجبور ہوگی۔

آج اگر سرکاری محکموں میں رشوت لینی اور دینی ختم ہوجائے اور بیرونی ممالک کے بینکوں میں خفیہ اور علانیہ جمع کرایا ہوا سرمایہ ملک میں واپس آجائے اور زندگی کی غیر ضروری اشیاء یعنی تعیشات ہر طبقہ کی زندگی سے خارج کردی جائیں تو حکومت ان دشمنانِ اسلام کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور قرض کی بھیک مانگنے کی لعنت سے بآسانی بچ سکتی ہے۔ آج انہی دشمنانِ اسلام اور درپئے آزار طاقتوں کے ہم رہینِ منت ہیں اور ہمیشہ ان سے بھیک مانگتے رہتے ہیں اور اس بھیک کی وہ اتنی بڑی قیمت پاکستان سے وصول کررہے ہیں کہ عقل حیران ہے اور صرف اسی وجہ سے وہ ہمارے اندرونی معاملات میں نہایت دلیری کے ساتھ دخل اندازی کرتے ہیں، اپنی پارلیمنٹوں میں ہمارے داخلی معاملات میں بحثیں کرتے رہتے ہیں او نہ صرف مشورے دیتے ہیں، بلکہ مغرورانہ انداز سے اوامر واحکامات صادر کرتے ہیں اور ان احکامات کی تعمیل میں ذرا بھی کوتاہی دیکھتے ہیں تو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں اور ہمارے خلاف پروپیگنڈے کرکے آسمان سر پر اُٹھاتے ہیں۔

دراصل ان کی امدادوں اور قرضوں نے جہاں ان کے حوصلے بڑھادیئے ہیں وہاں ہمارے حوصلے پست کردیئے ہیں، اسی وجہ سے ان کو یہ جرأت ہوتی ہے کہ تحقیقات کے لیے اپنے وفود بھیجتے ہیں، خودساختہ صحافی بھیجتے ہیں اور وہ ان کے حسبِ منشا ان کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرتے اور آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں، اس کے علاوہ یہ صحافی ہمارے دشمنوں کے لیے مخبری بھی کرتے ہیں اور ہمارے کمزور پہلوؤں سے ان کو آگاہ کرتے ہیں، تاکہ بصورتِ جنگ ہمیں خاطر خواہ نقصان پہنچاسکیں۔ کیا اسی کا نام آزادی ہے؟ اس سے بڑھ کر اور کیا غلامی ہوسکتی ہے؟ یہ سب کچھ اسی کے نتائج ہیں کہ ہم ان کے محتاج ہیں، قرضوں کے علاوہ اپنی ضروریاتِ زندگی کی ہر چیز ان سے درآمد کرتے ہیں، إنا للّٰہ۔

☆☆☆